محمد الیاس خان

وسطی ایشیا میں عیسائی مشنری سرگرمیاں
عالمی تبشیری پروگرام کے تناظر میں

مشرقی یورپ اور سابق سوویت یونین میں سوشلزم اور کمیونزم کی ناکامی اور اپریشن "ڈیزرٹ سٹارم" میں اتحادیوں کے مقابلے میں عراق کی جنگی کوششوں کی بری طرح ناکامی کے بعد ۱۹۹۱ء کے اواخر میں عیسائی مشنری حلقوں کی طرف سے سن ۲۰۰۰ء تک پوری دُنیا تک انجیل کا پیغام پہنچانے اور ایک زیادہ بھرپور مسیحی دُنیا کی شکل میں یسوع مسیح کو اس کی دو ہزارویں برسی کے موقع پر ایک گراں قدر تحفہ پیش کرنے سے متعلق توقعات میں نئی جان پڑ گئی۔ اسلام کے نام پر عراقی صدر صدام حسین کی طرف سے اتحادیوں کے خلاف مسلمان ممالک اور عوام کی تائید حاصل کرنے میں ناکامی سے عیسائی مشنری تنظیموں کے "دُنیا برائے مسیح" کے خواب کی تکمیل کی کوششوں میں زبردست جوش و خروش پیدا ہوا۔ تبشیری حلقوں میں اسے "عیسائی دُنیا" کی فتح سے تعبیر کیا گیا۔ ان کے خیال میں عراق کی شکست اس بات کا ثبوت تھی کہ خدائی حمایت "اسلام کے شیدائیوں" کو حاصل نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشنری جریدے "Prophecy Today" میں "اسلام کی قوت میں خم آگیا ہے" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا جس میں کہا گیا کہ "مسلمان معاشروں میں ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے جو "زندہ نجات دہندہ" (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی تلاش میں ہیں اور وہ یقیناً اسے پالیں گے۔ چنانچہ فصل کاٹ لی جائے گی چاہے حالات اس کے لیے پوری طرح سازگار نہ بھی ہوں"۔ مضمون نگار نے مزید لکھا۔ "یہ کٹائی کا موسم ہے۔ اسلام کے پیغام کو دھچکہ لگ چکا ہے اور وقت آگیا ہے کہ اب عیسائیت کا واضح اور کھلا پیغام منصۂ شہود پر نمودار ہو"[1]۔

عالمی تناظر

۱۹۹۱ء میں سوویت یونین کے زوال کے بعد آزاد ہونے والی مسلمان وسط ایشیائی ریاستوں میں

عیسائی مشنری سرگرمیوں کی یلغار پر توجہ مرکوز کرنے سے قبل ہم ۹۰ء کی دہائی کی آمد پر بین الاقوامی عیسائی تبشیری حلقوں میں پوری دُنیا اور خاص کر مسلم دُنیا کو عیسائی بنانے کے لیے ترتیب دیے جانے والے مختلف پروگراموں، ان کی تکمیل کے لیے اختیار کردہ حکمت عملیوں اور اہداف کا ایک خاکہ پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ خطے میں روزافزوں عیسائی مشنری سرگرمیوں کے نتیجے میں ان نو آزاد مسلم معاشروں کو درپیش خطرات کا ادراک اس کے صحیح تناظر میں ممکن ہوسکے۔

اگرچہ ۹۰ء کی دہائی کو عیسائی مشنری تنظیموں کی طرف سے بین الاقوامی طور پر "عشرۂ تبشیر" قرار دینے سے متعلق پروگراموں کی تشکیل کی ابتداء ۸۰ء کی دہائی کے وسط سے ہی شروع ہوگئی تھی تاہم اتحادیوں کے مقابلے میں عراق کی شکست کے باعث "اسلام کی قوت میں خم آنے" اور عیسائیت کے لیے "کٹائی کے موسم کی آمد" کے نتیجے میں دُنیا بھر کے عیسائی تبشیری حلقوں میں ایک نیا جوش و خروش پیدا ہوا۔ ستر سالہ کمیونسٹ دور الحاد سے آزادی پانے والے دینی لحاظ سے کمزور مسلمان وسط ایشیائی معاشروں کی شکل میں ایک آسان شکار کی دستیابی نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ چنانچہ دُنیا کی تقریباً تمام تبشیری تنظیموں میں عالم اسلام کو عیسائی بنانے کے لیے اشتراک کار اور مؤثر تعاون پر زور دینے کے لیے کانفرنسوں اور اجتماعات کا ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلا اور نتیجتاً عالم اسلام کے تمام علاقوں میں عیسائی مشنری سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

۹۰ء کی دہائی کی ابتداء سے عالمی عیسائی تبشیری حلقوں میں اُبھرنے والے اس نئے جوش و خروش کے نتیجے میں انتہائی جارحانہ انداز میں اسلام اور اسلامی عقائد پر حملوں کا ایک نیا عنصر منظر عام پر آیا۔ نائیجیریا کے ایک عیسائی جی۔ موشے نے "Who is this Allah?" [یہ اللہ کون ہے؟] کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا مرکزی خیال یہ تھا کہ "اللہ [نعوذ باللہ] درحقیقت شیطان ہے جس نے تمام اسلامی ملکوں کو جھوٹے مذہب اور آسیبی اثرات کا اسیر بنا رکھا ہے"۔ مزید یہ کہ "جس روح نے محمد [ﷺ] کو القاء کیا تھا، وہ [نعوذ باللہ] ہٹلر پر مسلط تھی۔"

دوسری طرف پوپ جان پال دوم کی اپیل پر "تبلیغ عیسائیت سن ۲۰۰۰ء" کے نام سے ایک پروگرام تشکیل دیا گیا، اور اس سلسلے میں سن ۲۰۰۰ء تک ایک بھرپور عیسائی دُنیا کی تشکیل کے ہدف کے حصول کے لیے ذرائع اور تعاون پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے ایک بین الاقوامی مرکز کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ اس مرکز کو ہر جگہ کیتھولک چرچ کو سرگرم عمل کرنے کے لیے پروگراموں اور منصوبوں کی تشکیل کا ذمہ دار بنایا گیا۔ پوپ کی اپیل پر قائم کیے جانے والے اس مرکز کے مقاصد میں ایسے افراد کی تیاری شامل تھی جو "یسوع کے حقیقی وفادار بن کر عیسائی عقیدے کے مطابق زندگی گزاریں اور اس کے مطابق خدا کی عبادت کریں اور مسیحی عقیدے کے جذبے سے ایک دوسرے کی خدمت کریں"۔ تبلیغ عیسائیت کے اس دس سالہ پروگرام کے مختلف منصوبوں میں سے ایک یہ قرار پایا کہ دُنیا بھر میں

پادریوں تک رسائی حاصل کی جائے۔ چنانچہ "تبلیغ کے لیے بلاوا" کے عنوان سے دُنیا کے مختلف حصّوں میں "مشنری تحریکی اعتکافات" کا اہتمام کیا گیا جن میں ہزاروں پادریوں اور بشپوں نے شرکت کی۔ دریں اثناء دُنیا بھر میں بہت تیزی سے تبلیغ کے اسکول کھلنے شروع ہو گئے۔ ۱۹۹۱ء میں صرف ایشیا اور جزائر بحرالکاہل میں ایسے سکولوں کی تعداد ۴۰ سے زائد تھی۔ شادی شدہ جوڑوں کے ساتھ ساتھ کلیسائی حلقوں اور جغرافیائی ہمسایہ گروپوں کو بھی تبلیغ عیسائیت کی تربیت دی جانے لگی۔ تبلیغِ مسیحیت کے بارے میں بیداری عام کرنے کے لیے عالمی سطح کے ایک مجلّے میں نیوز سروس کا آغاز کیا گیا۔ یہ مجلہ سات زبانوں میں شائع ہونے لگا اور اس کے مضامین اکثر دوسری ایشیائی زبانوں میں بھی شائع کیے جانے لگے[۲]۔ "ایونجلائزیشن (اشاعت مسیحیت) ۲۰۰۰ء" کے نام سے کیتھولک چرچ کی طرف سے رواں صدی کے گزرتے ہوئے عشرے کو بطور "عشرۂ تبشیر" منانے کی ایک بین الاقوامی اور عالمگیر کوشش کا آغاز ہوا۔ اس پروگرام کے دائرہ کار میں یورپ، افریقہ، ایشیا سابق مشرقی بلاک کے ممالک اور سوویت یونین سے آزاد ہونے والی ریاستوں کے علاقے، جنھیں ماضی میں "سربند" ممالک کہا جاتا تھا، شامل کیے گئے۔ "ایونجلائزیشن ۲۰۰۰ء" پروگرام کی تشکیل کا سہرا پادری ٹام فوریسٹ اور اُن کے رفقائے کار کے سر ہے۔ مذکورہ پادری نے پوپ جان پال دوم کے "پاپائی فرمان بابت مشن" کی تیاری میں پُرجوش حصّہ لیا تھا۔ "ایونجلائزیشن ۲۰۰۰ء" چار انداز کی سرگرمیوں کے ذریعے حصولِ مقصد کے لیے کوشاں ہے۔

اولاً یہ تنظیم، اپنی ایک دوسری رفیق تنظیم کے تعاون سے تبشیری سکول قائم کرتی ہے۔ ان سکولوں کا مقصد یہ ہے کہ عام کیتھولک آبادی کو اس انداز سے تیار کیا جائے کہ وہ چرچ آنے والوں اور چرچ نہ آنے والوں دونوں طرح کے لوگوں کے سامنے مسیحیت کا پیغام مؤثر طور پر پیش کر سکے۔

ثانیاً یہ تنظیم ایک عالمگیر مہم کی سرپرستی کر رہی ہے جس کے تحت لوگوں کو آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ شعوری طور پر عالمگیر اشاعتِ مسیحیت کے لیے دُعا مانگا کریں اور مشن کی مالی امداد میں بھرپور حصّہ لیں۔

ثالثاً یہ تنظیم عالمی طور پر پادریوں کے لیے ایسے تربیتی کورسوں کا اہتمام کرتی ہے جو اُنھیں نیا جذبہ اور حوصلہ دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں واپس جا کر زیادہ ارتکاز مقصد کے ساتھ کام کر سکیں۔ ۱۹۹۰ء میں "ایونجلائزیشن ۲۰۰۰ء" کے تحت اسی قسم کے ایک کورس میں ۱۳۰ ممالک، جن کا تعلق تمام براعظموں سے تھا، کے پانچ ہزار پادریوں نے شرکت کی۔

رابعاً یہ تنظیم اب پانچ مختلف زبانوں میں جرائد شائع کرتی ہے تاکہ کیتھولک چرچ کے تمام حلقے اشاعت مسیحیت کی سرگرمیوں سے باخبر رہ سکیں اور ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ کرتے ہوئے زیادہ مؤثر انداز میں تبلیغ مسیحیت کر سکیں اور سن ۲۰۰۰ء تک ایک بھرپور عیسائی دُنیا کی تشکیل کے خواب کی تکمیل کو ممکن بنا سکیں[۳]۔

عالمی مشنری سرگرمیوں اور خاص کر پوری دُنیا میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی ان زبردست کوششوں کے حوالے سے "انٹرنیشنل بلیٹن آف مشنری ریسرچ" نے ۱۹۹۱ء کے وسط میں ڈیوڈ بیرٹ کی ایک رپورٹ شائع کی جس میں عالمی تبشیری مشن کے بارے میں تازہ ترین اعداد و شمار دیے گئے۔ اس رپورٹ میں عیسائی مشن کے فروغ کے حوالے سے ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۱ء کے تقابلی اعداد و شمار اس طرح سے پیش کیے گئے۔

	۱۹۸۹ء	۱۹۹۰ء	۱۹۹۱ء
عیسائی آبادی	۱،۷۲،۱۶،۵۵،۷۰۰	۱،۷۵،۸۷،۷۷،۹۰۰	۱،۷۹،۵۹،۰۰،۰۰۰
مسلم آبادی	۹۰،۸۲،۶۱،۰۰۰	۹۳،۴۸،۴۲،۰۰۰	۹۶۱۴،۲۳،۲۸۰
عالمی آبادی میں عیسائیوں کا تناسب	۳۳٫۱٪	۳۳٫۲٪	۳۳٫۳٪
عیسائی تنظیمیں اور خدماتی ایجنسیاں	۲۰،۷۰۰	۲۱،۰۰۰	۲۱،۳۰۰
غیر ملکی مشن بھیجنے والی ایجنسیاں	۳،۸۰۰	۳،۹۷۰	۴،۰۵۰
مشنری ادارے	۹۸،۷۰۰	۹۹،۲۰۰	۹۹،۵۸۰
چرچ ممبروں کی ذاتی سالانہ آمدنی (امریکی ڈالروں میں)	۸۵۷۶	۸۹۵۰	۹۳۲۰
عیسائی مقاصد کے لیے دی گئی رقوم	۱۵۱ ارب	۱۵۷ ارب	۱۶۳ ارب
عالمگیر غیر ملکی مشنوں کی آمدنی	۱۸ ارب ۳۰ کروڑ	۱۸ ارب ۶۰ کروڑ	۱۸ ارب ۹۰ کروڑ
مشنریوں کے استعمال میں کمپیوٹر	۳،۵۵،۰۰،۰۰۰	۵،۴۰،۰۰،۰۰۰	۸،۴۶،۰۰،۰۰۰
عیسائی جرائد	۲۲،۷۰۰	۲۳،۸۰۰	۲۴،۹۰۰
تبلیغ کے موضوع پر سالانہ نئی کتابیں/مقالات	۱۰،۵۰۰	۱۱،۰۰۰	۱۱،۵۰۰
بائبل کی سالانہ تقسیم	۴،۹۵،۵۱،۰۰۰	۵،۱۴،۱۰،۰۰۰	۵،۳۲،۶۹،۰۰۰

اس طرح کی رپورٹیں بعد میں بھی وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہیں ہمارا مقصد ان کا احاطہ کرنا نہیں ہے بلکہ مشنری سرگرمیوں کے حجم کا اندازہ لگانے کے لیے بطور مثال پیش کرنا ہے۔

۱۹۹۱ء کے اوائل میں بائبل کے بارہ تقسیم کنندگان اور مترجم ایجنسیوں نے اس بات پر زور دیا کہ بائبل کے کام پر زیادہ توجّہ دی جائے ان ایجنسیوں نے اپنے پہلے مشترکہ اجلاس میں تمام مشنری تنظیموں سے مطالبہ کیا کہ وہ تقابلی اور لاحاصل مقابلے سے بچنے کی کوشش کریں۔ ایک مشترکہ بیان میں شرکاء نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ بہت سی مشن ایجنسیاں بائبل کی تقسیم کو اپنے مشن کا جزو لازم بنائے بغیر کام کر رہی ہیں۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو "امن کے اس ہتھیار" سے لیس کرنے سے لاپرواہی برت رہی ہیں جو ان کے چرچ کے لیے انتہائی فیصلہ کن اہمیت رکھتا ہے"۔

اس سے قبل ۵ سے ۸ جنوری ۱۹۸۹ء کو سنگاپور میں دُنیا کے پچاس ممالک کے ۳۰۰ سے زائد پادریوں اور عیسائی زعماء نے سن ۲۰۰۰ء تک پوری دُنیا کی آبادی تک انجیل مقدس پہنچانے کا عہد کیا۔ پادریوں کے اس اجتماع میں ایک "گریٹ کمیشن منیفسٹو" منظور کیا گیا جس میں کہا گیا "ہم از سرِ نو یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر عظیم مشن کی تکمیل مقصود ہے تو [عالمی تبشیری مشنوں میں] تعاون اور شراکت کار کو بنیادی ضرورت کے طور پر تسلیم کیا جانا ضروری ہے"[6]۔ نتیجیتاً پوری دُنیا میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچوں نے ۹۰ء کی دہائی کو "ماس ایونجلزم" یعنی لوگوں کو گروہ در گروہ عیسائی بنانے کے خواب کی تکمیل کے لیے اپنی کوششوں کو مربوط کرنے کے لیے حکمت عملیاں وضع کرنی شروع کر دیں۔ دُنیا کی چار بڑی پروٹسٹنٹ ریڈیو کمپنیوں نے پوری دُنیا تک انجیل کا پیغام اور "یسوع مسیح" [حضرت عیسیٰ علیہ السلام] کی "بشارت" پہنچانے کی مہم میں اشتراک کر لیا۔ کیتھولک چرچ نے بھی ریڈیو براڈکاسٹنگ اور خصوصی سکولوں کے قیام پر توجہ مرکوز کرنا شروع کر دی "تاکہ مسیح کو اس کی دو ہزارویں برسی کے موقع پر ایک بھرپور عیسائی دُنیا کا تحفہ پیش کیا جا سکے۔ "گوسپل ریڈیو" اور "ٹیلی ایونجلزم" کے ساتھ ساتھ لوگوں کے اندر گھس کر اور ان سے گھل مل کر انہیں عیسائیت کی طرف راغب کرنے کی اہمیت پر زور دیا جانے لگا "تاکہ صرف انجیل کے پیغام کی لوگوں تک رسائی پر انحصار نہ ہو، بلکہ انہیں عملاً اس پیغام کو قبول کرنے پر آمادہ کیا جا سکے"[7]۔ متعدد عیسائی مشنری تنظیموں کے مشترکہ مشن ریڈیو "ٹرانس ورلڈ ریڈیو" نے اپنے پروگراموں کے دائرہ کار میں مزید توسیع کا فیصلہ کیا۔ واضح رہے کہ ٹرانس ورلڈ ریڈیو کے سٹیشن ۱۹۹۱ء میں ہر ہفتے ۸۰ سے زائد زبانوں میں ایک ہزار گھنٹے سے زیادہ دورانیے پر محیط عیسائی تبلیغی پروگرام دُنیا بھر میں نشر کر رہے تھے[8]۔

"لوزانہ کمیٹی برائے عالمی تبلیغ عیسائیت" کے انٹرنیشنل ڈائریکٹر ریورنڈ ٹام ہوسٹن نے ۱۹۹۲ء میں کہا تھا کہ "نامساعد حالات کے باوجود ان [مسلمان] علاقوں میں چرچوں نے بہت زیادہ جدوجہد کی ہے اور اس کے نتیجے میں حیران کن حد تک ترقی کی ہے۔ نیز "ترقی جاری رہے گی ... کیونکہ ناگفتہ بہ حالات میں اُمید کا واحد عنصر چرچ ہیں"۔ ریورنڈ ہوسٹن نے صدی کے اختتام تک مسلمان ممالک اور علاقوں میں چار کروڑ ستر لاکھ سے زائد مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا ہدف پورا ہونے کی توقع کا بھی اظہار کیا۔

"لوزانے کمیٹی فار ورلڈ ایونجلائزیشن" (LCWE) کے مطابق صدی کے اختتام تک پوری دُنیا تک عیسائیت کا پیغام پہنچانے کے لیے چار سو سے زائد منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ LCWE کے علاوہ ان منصوبوں کی تکمیل میں جو دوسرے مشنری ادارے سرگرم عمل ہیں ان میں "ورلڈ وژن"، "ایونجلیکل چرچز آف ویسٹ افریقہ"، "ساودرن بپٹسٹ فارن مشن بورڈ"، کیمپس کروسیڈ فار کرسٹ"، "پارٹنرز انٹرنیشنل" اور "یو۔ ایس سینٹر فار ورلڈ مشن" شامل ہیں۔ LCWE کے منتظمین اور محققین کے

تجزیہ کے مطابق "اس سے قبل دُنیا کو عیسائی بنانے کی کوششیں اِس لیے ناکامی سے دوچار ہوئیں کہ یہ بدانتظامی کے علاوہ رابطہ کے فقدان اور مشنوں کی طرف سے ایک دوسرے سے مسابقت جیسی برائیوں کا شکار تھیں"[۹]۔

تبلیغِ عیسائیت سے متعلق ایک دوسری پیش رفت کے مطابق توقع کی جارہی ہے کہ ۲۰۰۰ء تک تمام دُنیا نشریاتی رابطے کے ذریعے مقدّس تعلیمات سننے کے قابل ہوجائے گی۔ نشریاتی کام میں مشغول اہم عیسائی اداروں نے ۱۹۸۵ء میں اپنے لیے یہ ہدف مقرّر کیا تھا۔

نومبر ۱۹۹۱ء میں ممباسا (کینیا) میں آل افریقہ کانفرنس آف چرچز کا ایک سمپوزیم منعقد ہوا تھا اِس میں ڈاکٹر مینکر اسایاس نے اپنے مقالے میں کہا تھا "ذمہ داری کا تقاضہ یہ ہے کہ کرۂ ارض کے ہر مرد، عورت اور بچے کو یہ موقع فراہم کیا جائے کہ وہ اپنے ریڈیو سے اس زبان میں، جسے وہ سمجھ سکتا ہے، یسوع مسیح کی تعلیمات سنے تاکہ وہ مسیح کا پیروکار اور اس کے چرچ کا ذمہ دار رکن بن سکے" مذکورہ ڈاکٹر مینکر پہلے لوتھرن ورلڈ فیڈریشن، جنیوا، سے وابستہ تھے اور اب نیروبی میں قائم "افریقہ چرچ انفارمیشن سروس" سے بطور ایگزیکٹو ڈائریکٹر منسلک ہیں۔ توقع ہے کہ دُنیا کی تمام آبادی کو ریڈیائی امواج کے ذریعے عیسائی مشنری اور تبلیغی سرگرمیاں سننے کے قابل بنانے کا یہ منصوبہ سن ۲۰۰۰ء تک مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر اسایاس نے چار بڑے اقدامات کا ذکر کیا جن کے ذریعے یہ منصوبہ روبہ تکمیل ہوگا۔

۱۔ دُنیا میں عیسائیت پھیلانے کے لیے بیپٹسٹ فرقے کے لوگوں کی حکمتِ عملی، جیسے اُنہوں نے The Bold Mission Thrust (مشن کی جراَت مند پیش قدمی) کا نام دیا ہے۔

۲۔ برکتوں سے بھرے اقدامات

۳۔ کیتھولک چرچ کی عالمی نشریاتی مہم "تبلیغِ عیسائیت ۲۰۰۰ء" جو سن ۲۰۰۰ء کو کرسمس کے روز اپنے نقطۂ عروج پر ہوگی۔

۴۔ "مشن ۲۰۰۰ء" جس کا تعلق امریکہ میں قائم تنظیم "مرکز برائے عالمی مشن" سے ہے[۱۰]۔

مسلم دُنیا میں تبلیغِ عیسائیت کے لیے جو مختلف مشن سرگرم عمل ہیں اِن میں سے ایک "ریڈسی مشن ٹیم" (Red Sea Mission Team) ہے۔ اِس تبلیغی و تبشیری ادارے کے بانی ڈاکٹر لیونل گرنی ہیں۔ جنہیں مشرق وسطیٰ کے مسلم معاشرے میں تبلیغِ عیسائیت کا وسیع تجربہ حاصل ہے۔ ڈاکٹر گرنی "ریڈسی مشن ٹیم" کے دفتر واقع کینڈا کے ذمہ دار ہیں جبکہ ادارے کی سربراہی جرمنی کے "ولف گینگ سٹیمف" کے ہاتھ میں ہے۔ ادارے کا مرکزی دفتر موزلے (برمنگھم، برطانیہ) میں واقع ہے۔

ریڈسی مشن ٹیم" نے تبشیری کام کے لیے مسلم دُنیا کو چنا ہے مگر مسلم دُنیا میں آباد غیر مسیحی

اقلیتیں بھی اِس کا ہدف ہیں۔ مسلم دُنیا کے حوالے سے اس کا ماٹو "Islam Shall hear" (یعنی اسلام کے ماننے والے لازماً پیغامِ عیسائیت سنیں گے) ہے۔ ٹیم کے کارکن اگرچہ صحت، طب، زراعت اور تعلیم کے میدانوں میں کام کرتے ہیں اور ان میدانوں میں اُنہیں خصوصی مہارت حاصل ہوتی ہے تاہم وہ محض طبیب، زرعی ماہرین اور حساب اور الجبرا پڑھانے والے اساتذہ ہی نہیں ہوتے بلکہ اُنہیں اسلام کے بارے میں تمام بنیادی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ جن آبادیوں میں وہ کام کرتے ہیں، ان کی تاریخ و ثقافت اور زبان و ادب سے پورے طور پر آگاہ ہوتے ہیں اور تبشیری نفسیات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ ٹیم نے اپنے کارکنوں کے لیے مطالعہ اسلام پر متعدد کتابچے اور مضامین شائع کیے ہیں۔ جیک بڈ (Jack Budd) کے قلم سے Studies in Islam اور "How to Witness to Islam" (مسلمانوں کے سامنے عیسائیت کی تبلیغ کیسے پیش کی جائے؟) شائع ہو چکی ہیں۔

ٹیم کی جانب سے مختلف ممالک میں اپنی سرگرمیوں کے بارے میں مختصر رپورٹیں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔ یہ رپورٹیں مسلمانوں کو پیش نظر رکھ کر نہیں لکھی جاتیں بلکہ ان کے مخاطب ٹیم کے کارکن ہوتے ہیں یا وہ افراد اور ادارے جو ٹیم کے ہمدرد ہیں اور اسے مالی و افرادی امداد فراہم کرتے ہیں۔ بالعموم یہ رپورٹیں مسلم افراد کے طلب کرنے پر بھی اُنہیں مہیا نہیں کی جاتیں۔

ٹیم کسی ایک فرقے سے منسلک نہیں۔ یہ اپنے آپ کو بین الاقوامی بین الفرقی، انجیلی اور تبشیری قرار دیتا ہے۔ ٹیم نے ایک پمفلٹ "Pakistan's Open Doors" شائع کی ہے جس میں پاکستان میں ٹیم کی تبشیری سرگرمیوں اور اس کی کامیابیوں کا ذکر کیا گیا ہے"۔

"بھرپور عیسائی دُنیا" کی تشکیل کے لیے اختیار کردہ حکمتِ عملی

اب تک ہم نے پوری دُنیا کو عیسائی بنانے کے لیے مشنری سرگرمیوں اور اس سے متعلقہ مختلف مشنری اداروں کا وسیع تناظر میں جائزہ لینے کی کوشش کی۔ آئیے اب دیکھیں کہ کرۂ ارض کو مسیحیت میں رنگنے کے اِن عیسائی مشنری منصوبوں کی تکمیل کے لیے ان کی حکمتِ عملی کیا ہے۔ عیسائی مشنری اداروں کی طرف سے اِن مشنری منصوبوں کے ساتھ ساتھ عالمِ اسلام میں اِس وقت وسیع پیمانے پر جو تحریکِ احیائے اسلام برپا ہے اِس کے تناظر میں خود پوپ اور دیگر عیسائی لیڈروں کی طرف سے "مکالمہ بین المذاہب" پر زور دیا جا رہا ہے۔ لیکن درحقیقت مکالمہ بین المذاہب کی اِس پاپائی دعوت میں کونسا جذبہ کارفرما ہے اِس کا تجزیہ کیا جانا ضروری ہے۔

پوپ جان پال دوم کے گشتی فرمان مجریہ ۱۹۹۱ء کا ایک حصّہ "دوسرے مذاہب کے اپنے بھائیوں

اور بہنوں سے مکالمے" سے متعلق ہے۔ لیکن اس "بین المذاہب مکالمے" سے متعلق خود اسی فرمان میں پوپ کی وضاحتیں اِس بات کا ثبوت پیش کرتی ہیں کہ وہ "بین المذاہب مکالمے" کا ذکر "کلیسیا کے تبشیری کام" کے طور پر کرتے ہیں۔ اِن کے اپنے الفاظ ہیں کہ "مکالمے سے تبشیر یا تبلیغ عیسائیت کا فرض ساقط نہیں ہوجاتا۔ مکالمے میں اس لگن کے ساتھ حصّہ لیا جاتا ہے کہ کلیسیا نجات کا عام ذریعہ ہے اور صرف کلیسیا ہی ذریعۂ نجات کی اعلیٰ ترین خصوصیات کا حامل ہے"[۱۲]۔ دوسرے الفاظ میں "مکالمہ بین المذاہب" کی اصطلاح عیسائی مشنریوں کے لیے دوسرے مذاہب کو عیسائیت میں جذب کرنے کا دوسرا نام ہے۔ لہذا مسلمانوں کو کبھی بھی مکالمہ بین المذاہب کی اِس بظاہر سادہ اور بے ضرر اصطلاح سے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے ایک دس نکاتی فارمولا جو ایک نو عیسائی (سابق مسلمان) ڈاکٹر توکون بوح اَدَیمی نے ۱۹۸۷ء میں پیش کیا، کچھ یوں ہے۔

۱۔ لفظ خدا (God) کو استعمال کریں۔ مسلمان مقدّس الہامی کتابوں کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ تورات، انجیل اور قرآن سب ان کے لیے مقدّس ہیں مسلمانوں کے اِن جذبات سے فائدہ اٹھائیں اور اُنہیں انجیلی تعلیمات پیش کریں۔

۲۔ متواتر عبادت اور دُعا میں مشغول رہیں۔ زہد و تقویٰ اختیار کرتے ہوئے کلام الٰہی (انجیل) کو پیش کریں۔

۳۔ حقیقی دوست بننے کی کوشش کریں۔ صرف "ہیلو" کہنا کافی نہیں ہے مسلمانوں کو اپنے گھروں پر مدعو کریں۔ اُنہیں وقت دیں اور اُن کی مشکلات حل کرنے کی عملی کوششیں کریں۔

۴۔ قوت تخیل کو بیدار کرنے والے سوالات کریں۔ مسلمانوں سے پوچھیں کہ کیا وہ حقیقتاً جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اُن سے پوچھیں کہ کیا اُنہیں یقین ہے کہ خدا اُنہیں مسلمان کی حیثیت سے قبول کرلے گا؟۔ اُن سے معافی اور بخشش کے بارے میں قرآنی نظریہ دریافت کرنے کے بعد اُن سے درخواست کریں کہ آپ اُن کے سامنے بخشش اور معافی سے متعلق بائبل کی تعلیمات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

۵۔ پورے انہماک سے مسلمانوں کی باتوں کو سنیں۔ بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔ آپ حیران ہوں گے کہ اِس طرح آپ مسلمانوں (کی کمزوریوں سے متعلق کتنا کچھ) جان لیں گے۔

۶۔ اپنا عقیدہ صاف طور پر اور غیر معذرت خواہانہ انداز میں پیش کریں۔ کتاب مقدّس سے اپنے عقیدہ لیے شواہد پیش کریں اور یوں مسیحی عقائد کی صحت و درستگی کی بنیاد کلام الٰہی پر رکھیں جس کی مسلمان بہت عزت و توقیر کرتے ہیں۔

۷۔ بحث و مباحثہ اور تکرار سے احتراز کریں اِس سے فائدہ کے بجائے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہے۔

بحث مباحثہ سے مخاطب یکدم آپ سے متنفر ہوسکتا ہے اور یوں ایک کھلا ذہن بند ہوسکتا ہے۔

۸۔ قرآن یا محمد (ﷺ) کی توہین کے کبھی بھی مرتکب نہ ہوں یہ مسلمانوں کے نزدیک ایسا ہی جرم ہے جس طرح ہم عیسائیوں کے لیے مسیح اور بائبل کی توہینِ جرم ہے۔

۹۔ مسلمانوں کی اقدار اور اُن سے متعلق اُن کی حساسیت کے بھرپور احترام کا اظہار کریں۔ مسلمانوں کے سامنے بائبل کو فرش پر مت رکھیں، جنس مخالف سے آزادانہ میل جول سے احتراز کریں۔ مہمانداری کی پیشکش کو ردّ نہ کریں۔ مسلمانوں کی عبادتوں، روزہ نماز وغیرہ کا مذاق اڑانے سے مکمل پرہیز کریں۔

۱۰۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ بائبل کی تعلیمات پیش کرنے کے بعد مسلمانوں کو فکری کشمکش سے دوچار کرنے کے بعد اُنہیں سوچنے اور بار بار سوچنے کا موقع فراہم کریں۔ اور اِس بات کا یقین رکھیں کہ کلام الٰہی اپنا کام مناسب اور بہترین وقت پر انجام دے گا"[۱۳]۔

عیسائیت کی تبلیغ کا ہدف بنائے جانے والے مسلمان معاشروں کے ساتھ ثقافتی مماثلت کو مسیحی تبشیری مشنوں کی طرف سے بہت زیادہ اہمیت دی جارہی ہے، اور اس وقت مشنری اداروں کی توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ متعلقہ مسلمان علاقوں میں ایسے مشنریوں کو بھیجا جائے جو وہاں کی زبان اور ثقافت کو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہوں، تاکہ مقامی آبادی میں اِن مشنریوں کی بیگانگی کے تاثر کو زائل کیا جاسکے، اور اُنہیں عیسائیت قبول کرنے کے بہتر مواقع فراہم کیے جائیں۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ مسلمان علاقوں میں "مقامی چرچوں کو خالصتاً مقامی طور طریقوں کو اپنانا ہوگا، کیونکہ صرف اسی راہ سے خدا کے ساتھ تعلق کی مقدّس علامت اور کلی نجات کے داعی کے طور پر مقامی چرچ غیر عیسائی دُنیا تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں اور اسے سمجھ سکتے ہیں"[۱۴]۔

جنوبی افریقہ کے مسلمان مناظر احمد دیدات اور پادری انیس شروش کے درمیان مناظروں کے حوالے سے "کارنیگی یارشدی" کے زیرِ عنوان شائع ہونے والے ایک مضمون میں ایک مشنری مضمون نگار نے مناظروں اور مباحثوں کے ذریعہ مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کے تجربہ کو یکسر ناکام قرار دیتے ہوئے کہا ہے۔ "اس حکمتِ عملی میں ثمرات کے امکانات موجود ہیں لیکن زیادہ تر یہ ایک منفی تجربہ ثابت ہوا ہے۔ ایسے موقعوں پر مسلمان دوسرے مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے آتے ہیں اور ان کی تعداد موقع پر موجود عیسائیوں سے بہت زیادہ ہوجاتی ہے۔ اس طرح کے مباحثوں کو باکسنگ میچ کی طرح لیا جاتا ہے اور دیکھا یہ جاتا ہے کہ کون جیتتا ہے۔ کچھ مباحثوں کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ مسلمانوں نے اُنہیں ویڈیو ٹیپوں پر اُتارا اور پھر اپنے نقطۂ نظر سے اُنہیں مرتّب کرکے اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کے لیے ایک ذریعے کے طور پر دُنیا بھر کے مسلم حلقوں میں پھیلا دیا"۔ مضمون نگار کہتا ہے کہ "اسلام کے عقائد پر حملہ کیے بغیر عیسائیت کی مثبت تعلیمات (منفی نہیں) اُجاگر

کرنے کی زیادہ ضرورت ہے مخالفانہ حملوں سے میرا خیال نہیں ہے کہ کچھ حاصل کیا جاسکے"[۱۵]۔

وسطی ایشیا میں مسیحی تبشیری سرگرمیاں

سوویت یونین کے زوال سے بھی بہت پہلے سے، صدر گورباچوف کے گلاسناسٹ اور پیروسٹرائکا اصلاحات کے نتیجے میں نمودار ہونے والی نسبتاً مذہبی رواداری کے ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، مسیحی مشنریوں نے سابق سوویت یونین کے علاقوں کو اپنی سرگرمیوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا تھا۔ ۱۹۸۷ء میں "لتھرانا ورلڈ انفارمیشن" کی ایک رپورٹ کے مطابق، مغربی جرمنی میں چھپوائے گئے روسی زبان میں بائبل کے دس ہزار نسخے سابق سوویت یونین بھجوائے گئے۔ بائبل کے روسی زبان کے یہ نسخے یونائٹڈ بائبل سوسائٹی نے سابق سوویت یونین کے "آل یونین کونسل آف ایونجلیکل کرسٹین بپٹسٹس" کے نام روانہ کیے، جسے سرکاری طور پر اِن نسخوں کی درآمد کا لائسنس دیا گیا۔ یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی نے روسی زبان کے بائبل کے اِن نسخوں کے علاوہ اجتماعی عبادت کے دوران گائے جانے والے روسی زبان کے دس ہزار گانوں اور ۱۵ جلدوں پر مشتمل عہدہ نامہ جدید کی تفسیر کے پانچ ہزار سیٹ بھی سابق سوویت یونین کی آل یونین کونسل آف ایونجلیکل کرسٹین بپٹسٹس کے نام تبلیغی اغراض کے لیے روانہ کیے۔

دوسری طرف ۱۹۸۷ء ہی میں حکومت کی طرف سے روسی آرتھوڈکس چرچ کو ۱۹۸۸ء میں چرچ کی ہزارویں برسی منانے کے موقعہ کی مناسبت سے روسی زبان میں بائبل کے ایک لاکھ نسخے چھاپنے کی اجازت دی گئی[۱۶]۔

اس سے اگلے سال ۱۹۸۸ء میں یونائٹڈ بائبل سوسائٹیز کو سوویت یونین کی مذکورہ تبشیری تنظیم کو بائبل کے روسی زبان کے ۹۸ ہزار نسخے اور یوکرینی زبان کے دو ہزار نسخے بھیجنے کی اجازت دی گئی[۱۷]۔

۱۹۸۸ء کے اختتام تک یونائٹڈ بائبل سوسائیٹیز کی طرف سے جو عیسائی مشنری لٹریچر سابق سوویت یونین بھجوایا گیا اِس کی تفصیل جریدے Pulse کے مطابق یوں ہے۔

وصول کرنے والا مشن	لٹریچر کی نوعیت	تعداد
رشین آرتھوڈکس چرچ	بائبل (تین جلدوں میں تفسیر کے ساتھ)	۱,۰۰۰۰۰
	مقدس کتاب سے ماخوذ دعاؤں کی کتابیں	۶۲,۴۰۰
	عہد نامہ جدید	۱۰۰,۰۰۰
بپٹسٹس یونین میں شامل مشن	،روسی زبان میں بائبل	۱۰۳,۰۰۰

	بائبل تفسیری سیٹ	۴۰,۰۰۰
	یوکرینی زبان میں بائبل	۶۸,۰۰۰
	جرمن زبان میں بائبل	۱۰,۰۰۰
	لٹوین زبان میں بائبل	۲,۵۰۰
	اسٹونین زبان میں بائبل	۲,۵۰۰
	مقدس کتاب کے بریل نسخے	۱,۰۰۰
	روسی زبان میں اجتماعی عبادت کے گانوں کی کتابیں	۱۰,۰۰۰
	جارجین زبان میں اجتماعی عبادت کے گانوں کی کتابیں	۲,۰۰۰
	بائبل کی کہانیوں کی کتابیں	۱۰۰,۰۰۰
لتھرزمشن	روسی زبان میں بائبل	۳,۰۰۰
سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ مشن	روسی زبان میں بائبل	۲,۰۰۰
	یوکرینی زبان میں بائبل	۲,۰۰۰
	عہد نامہ جدید (روسی زبان میں)	۲,۲۰۰
	تفسیریں (روسی زبان میں)	۶,۹۰۰
	معاجم (روسی زبان میں)	۱,۲۰۰
	عبادت کے گانے (روسی)	۴,۳۰۰ [۱۸]

یہاں یہ بات پیشِ نظر رہے کہ سابق سوویت یونین کی مسلمان آبادی بھی روسی زبان، مملکت کی سرکاری اور ادبی زبان کی حیثیت سے، نہ صرف جانتی ہے بلکہ ان کی اپنی قومی زبانیں بھی بہت حد تک روسی زبان سے متأثر ہیں، اور ان میں روسی زبان کے الفاظ، تراکیب اور محاورے داخل ہو گئے ہیں۔ اس بات کے پیشِ نظر اس بات کے امکانات بہت زیادہ ہیں کہ عیسائی مشنری لٹریچر کے اس در آنے والے سیلاب کا ایک معتد بہ حصّہ ان تک بھی پہنچایا گیا ہو گا۔ بعد کے اعداد و شمار کے مطابق آزاد ممالک کی دولتِ مشترکہ کو بھجوائے جانے والے بائبل کے نسخوں کی تعداد پانچ کروڑ سے بھی بڑھ گئی۔

اس سے پیشتر یورپ میں مقیم ڈھائی کروڑ مسلمانوں (جس میں سابق سوویت یونین کے یورپی علاقوں کے مسلمان بھی شامل ہیں) تک بہتر رسائی اور اُنہیں عیسائی بنانے کی مہم تیز تر کرنے کے پیشِ نظر تمام عیسائی فرقوں سے تعلق رکھنے والے عیسائی مبشرین کی دینیاتی تربیت میں ضروری تبدیلیاں لانے پر غور و خوض کرنے کے لیے جنیوا میں قائم "کانفرنس آف یورپین چرچز" نے کئی سیمیناروں کا اہتمام کیا جن میں سے ایک کا انعقاد ۱۹۹۰ء میں لینن گراڈ (پیٹرز برگ) میں بھی ہوا[۱۹]۔

۱۹۹۱ء میں مغربی یورپ اور سوویت یونین کے عیسائی راہنماؤں نے انگلینڈ کے کسی نامعلوم

مقام پر ایک اجلاس منعقد کیا جس میں "مسیح کی خاطر پورے سوویت یونین تک کیسے پہنچا جائے" کے موضوع پر غور و فکر کیا گیا۔ قابلِ توجّہ امور میں زیادہ اہمیت کے حامل تین علاقے، وسطی ایشیا، قفقاز اور سائبیریا تھے جہاں سب سے کم چرچ ہیں۔ عیسائی بن جانے والے ایک تاجک نے (جو پہلے مسلمان تھا) عیسائی راہنماؤں کو مشورہ دیا کہ وہ ایسے طریقے اور ذرائع اختیار کریں کہ جن سے وسطی ایشیا کی مسلم آبادی میں "اشتعال دلائے بغیر" تبدیلی مذہب کا عمل جاری رہ سکے۔

سائبیریا کے مقرّرین نے "اجلاس کو بتایا کہ بہت سے اہل ایمان کے پاس ان کی اپنی زبان میں بائبل موجود نہیں ہے۔ اور بہت سے روسیوں نے تقریباً پچاس زبانوں میں بائبل کے ترجمے میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔ ان زبانوں میں اب تک کوئی ترجمہ نہیں کیا گیا"۔

۱۹۹۱ء ہی میں کلائیکلیف بائبل ٹرانسلیٹرز (Klycliff Bible Trs) نے بائبل سوسائٹی آف دی سوویت یونین کے تعاون سے بائبل کے اصول ترجمہ کے سلسلے میں پہلے کورس کے اہتمام کا اعلان کیا، اور اس سلسلے میں اعلان کیا گیا کہ یہ کورس اگلے موسم گرما میں منعقد ہو گا۔ ان عیسائی راہنماؤں نے اپنے منشور میں اعلان کیا کہ "سوویت معیشت کے مسائل کا واحد حل عیسائی اخلاقیات میں مضمر ہے"[۱۹]۔

۱۹۹۱ء کے اواخر میں سابق سوویت یونین کے زوال سے لے کر ۱۹۹۳ء کے وسط تک ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مشنری اور پروٹسٹنٹ مناد و مبشّرین روس، یوکرین اور سوویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والے دیگر مسیحی ممالک کے لیے بائبل کے پانچ کروڑ نسخے بھیج چکے تھے۔ تاہم مغرب کے اشاعتی اداروں کی طرف سے بائبل اور دوسرے مسیحی لٹریچر سے کتب فروشوں کی دکانیں بھرنے کا سلسلہ سابق سوویت یونین کے مسیحی اکثریت کے علاقوں تک محدود نہ رہ سکا۔ بلکہ جلد ہی مسلم وسطی ایشیا میں بھی مسیحیت کی ترویج و اشاعت کے لیے مسیحی مشنری آ پہنچے۔

وسطی ایشیا کے نو آزاد مسلم ممالک میں بنیادی طور پر روسی اور جرمن نسل کے لوگوں پر مشتمل چرچ تبشیری کام کر رہا ہے۔ چرچ مسیحی لٹریچر کی فروخت کے مراکز قائم کر رہا ہے اور مقامی قارئین کے لیے ایک مجلّہ شائع کر رہا ہے۔ بپٹسٹ، پینٹے کوسٹل، ایڈوینٹسٹ، انجیلی اور راسخ العقیدہ فرقے قائم ہو چکے ہیں۔

۱۹۹۲ء میں ایک پادری نے وسطی ایشیا میں مختصر سا زیر زمین گروپ تشکیل دیا اور ایک سال کی مدت میں اس سے منسلک مقامی لوگوں کی تعداد ۲۵۰ تک پہنچ گئی۔ مذکورہ پادری نے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے انتہائی جارحانہ انداز اختیار کیا۔ اور انہیں خطوط پر مشنریوں کی تربیت کی۔ سوویت یونین کے زوال کے نتیجے میں آزادی کے حصول کے بعد وسطی ایشیا میں سابق خفیہ چرچ منظور شدہ چرچوں میں شامل ہو رہے ہیں اور سوویت عہد کے سابق دشمن اکٹھے عبادت کر رہے ہیں اور تبلیغِ عیسائیت

میں سرگرم ہیں۔

مسیحی جریدے Pulse کے مطابق ایک وسط ایشائی شہر میں چرچ صرف ایک فرد پر مشتمل ہے اور یہ شخص مسلمانوں اور روسیوں کو انجیل کا ہفتہ وار درس دیتا ہے۔ "اور وہ تبدیلیٔ مذہب کے حوالے سے مسلمان ایشیائیوں اور روسیوں کی اتنی بڑی تعداد سے ملا ہے کہ اِس سے مسلمان رہنما غضب ناک ہو گئے ہیں۔"

اگرچہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد غیر مستحکم سیاسی اور سماجی تناظر میں مسیحی مشنری مسلمانوں تک انجیل کا پیغام پہنچانے کے حوالے سے حوصلہ افزاء ردّعمل کا اظہار کر رہے ہیں تاہم اِس راہ میں اُنہیں سخت مشکلات بھی درپیش ہیں۔ مشنریوں کے مطابق "کمیونزم کے خاتمے نے قوم پرست اسلامی قوتوں کی قوّت کار بڑھادی ہے اور صورتِ حال نے دیوالیہ معیشت کے زوال کو مزید تیز تر کردیا ہے۔ لیکن ناکام معاشی نظام، نئی حکومتوں کے وجود یا استحکام کے بارے میں بے یقینی اور فکری پابندیوں کی اکثر صورتوں کے خاتمے نے خطے کے چھ کروڑ عوام کو آزادانہ تلاشِ خدا کا موقع فراہم کیا ہے۔ وہ خدا اور مسیح (علیہ السلام) کی تعلیمات جاننے کے لیے متجسّس ہیں اور اِن کے دل انجیل مقدّس کے لیے تیار ہیں۔"

وسطی ایشیا میں مسیحی مشنریوں کے اِس امڈتے ہوئے سیلاب کو یہاں کے مسلم معاشرہ میں کام کرنے کے سلسلے میں جو مشکلات درپیش ہیں مجلہ Pulse اِن کے بارے میں کہتا ہے۔ "احتیاط اور بعض صورتوں میں شریعت کی پابندی الگ مسائل ہیں۔ چرچ کہتا ہے کہ مسلمان ایشیائیوں کو حلقۂ عیسائیت میں آنے کے لیے رنگ برنگے کپڑے اور زیورات ترک کرنا پڑیں گے۔ ایک ایڈونیٹسٹ چرچ کا کہنا ہے کہ "چرچ میں صرف ہفتے کے روز عبادت ہوتی ہے۔ ایک عام عبادت گزار عیسائی کا کہنا ہے کہ مسلمان نوعیسائیوں کو صرف روسی زبان اور انداز میں عبادت کرنی چاہیے"۔

وسطی ایشیا میں سرگرم عیسائی مشنری سعودیوں اور ایرانیوں کو اپنا طاقتور حریف سمجھتے ہیں جنھوں نے وسطی ایشیا کے اِن آزاد مسلم ممالک میں قرآن کریم کے نسخے پہنچانے اور مسجدیں تعمیر کرنے پر کروڑوں ڈالر خرچ کیے ہیں۔

تاہم "Pulse" کے مطابق مقابلے اور کوتاہیوں کے باوجود وسطی ایشیا کے لوگ عیسائیت کی طرف آرہے ہیں۔ "پلس" اِس بات کو بدقسمتی قرار دیتا ہے کہ "صرف چند ایک شہروں میں مشنری موجود ہیں جن کی کل ایشیائی (مسلمان) آبادی ۲۲ لاکھ ہے جبکہ آبادی کا ۹۶ فیصد حصّہ مشنریوں سے خالی ہے"۔

مشنری توقعات کے مطابق "وسطی ایشیا میں چرچ کی تشکیل کے امکانات روشن ہیں بشرطیکہ وہاں ایسے مشنری بھیجے جائیں، جو ربانی صحیفوں کو سمجھتے ہوں، جو عقل مند اور دانا ہوں تاکہ کلامِ مقدّس کو مقامی

ثقافت کے "عیسائیت مخالف" پہلو پر حاوی کر سکیں، جو جانتے ہوں کہ چرچ کیسے چلانا چاہیے اور جو کلامِ مقدس سے دلائل دے سکتے ہوں اور جن کا خدا سے مضبوط رابطہ ہو"۔ جریدہ "Pulse" کا مضمون نگار لکھتا ہے کہ "نسبتاً آزادی کے دور میں اور پھر عین اس وقت جب چرچ اپنے ہمسایوں تک رسائی کی شدید خواہش رکھتا ہے، یہ بہترین وقت ہے کہ ایک عظیم فصل کاٹ لی جائے۔ چرچ میں ڈرامائی طور پر پھلنے پھولنے کی صلاحیت موجود ہے اور ان لوگوں کے لیے جو صدیوں سے اسلام، روسیوں اور کمیونزم کی غلامی میں رہے ہیں، یہ ایک خوش خبری سے کم نہیں"[20]۔

لندن سکول آف اکنامکس کے زیرِ اہتمام ۱۹۹۳ء میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یونیورسٹی آف کیلی فورنیا کے پروفیسر گورڈن ملٹن نے کہا تھا "آج جب کہ ذرائع ابلاغ آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ" (سابق سوویت ریاستوں کے لیے اختیار کیا گیا نیا نام) کے حکومتی مسائل اور منڈی کی معیشت کی جانب اس کی رفتار پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں، لوگوں کے دلوں پر امریکہ اور مغربی یورپ کے مناد دستک دے رہے ہیں۔ آرتھوڈکس چرچ، کمیونسٹ حکمرانوں کے ساتھ تعاون اور روابط کے پیشِ نظر عوام کا اعتماد کھو بیٹھا ہے۔ ہر جگہ اس کی پہچان قومیت پرستی سے کی جارہی ہے۔ مشرقی یورپ کے رومن کیتھولک چرچوں کو پادریوں کی کمی کا سامنا ہے، اور کمیونسٹ اقتدار میں کیتھولک چرچ ازکاررفتہ ہوچکے ہیں اور یہ چرچ نئی اصلاحات قبول کرنے کے قابل نہیں رہے۔"

"آرتھوڈکس اور رومن کیتھولک چرچوں کے برعکس بنیاد پرست پروٹسٹنٹ ازم کہیں بہتر طور پر منظم ہے۔ اس میں حالات کے مطابق ڈھل جانے کی لچک ہے اور سب پر مستزاد اس کے پاس زیادہ وسائل ہیں۔ پروٹسٹنٹ جدید ٹیکنالوجی سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ کا بڑا حصہ ۲۴ گھنٹے ریڈیائی نشریات پر تبلیغِ عیسائیت کے پروگرام سن رہا ہے"[21]۔

وسطی ایشیا کے نوآزاد مسلم ممالک پر "وژن انٹرنیشنل" کی خصوصی نظر ہے۔ "وژن انٹرنیشنل" ایک مسیحی تبشیری ادارہ ہے جس نے اس سے پہلے افغانستان میں کام کیا ہے۔ اس کے ڈائریکٹر ہاورڈ ہار پر نے جریدہ "کرسچن ہیرالڈ" میں اپنے کام کا تعارف کراتے ہوئے لکھا: "برسوں پہلے خداوند نے ہم پر افغانستان کے دروازے کھولے تھے، ہم نے وہاں آنکھوں کے ایک کلینک کی بنیاد رکھی جو مسلسل کام کر رہا ہے۔ کام شروع ہوئے سات سال ہوئے تھے کہ مجھے مجبوراً افغانستان چھوڑنا پڑا۔ لیکن افغانستان کے ساتھیوں کو الوداع کہنے سے پہلے خداوند نے مجھے باقی ماندہ وسطی ایشیا کے بارے میں، جو اس وقت کمیونزم کے نرغے میں تھا، واضح سوچ دی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ایک نہ ایک دن ہمارے لیے امراض چشم کے علاج سے متعلق دینی خدمت کے مواقع پیدا کرے گا۔ اور اس کے ہزاروں خدام وسطی ایشیا کے لوگوں کی خدمت کے لیے وہاں جا پہنچیں گے جو اس کی محبت اور نجات بخش فضل کی گواہی دیں گے"۔ ہاورڈ ہار پر مزید کہتے ہیں۔ "وسطی ایشیا کی طویل اور ہیجان آمیز تاریخ میں پہلی مرتبہ اس خطے کے دروازے

اُن لوگوں پر کھلے ہیں جو جذبۂ خدمت سے سرشار ہیں اور رضائے الٰہی کے لیے کام کر رہے ہیں۔"

وژن انٹر نیشنل کا صدر دفتر لندن میں ہے اور وسطی ایشیا کے پانچ بڑے شہر، بشکیک، یوللان باتور، تاشقند، دوشنبہ اور گلگت اس کی تبشیری سرگرمیوں کا مرکز قرار پائے ہیں۔ اس کے پروگراموں میں آئی کلینکوں کا قیام، لوگوں کی بہتر صحت کے لیے پبلک ہیلتھ پروگرام، نابینا افراد کی تعلیم اور دیکھ بھال کے پروگرام اور اپنے کارکنوں کے بچوں کے لیے انگریزی سکولوں کا قیام شامل ہیں۔ وژن انٹر نیشنل کے ڈائریکٹر کے مطابق ادارہ اپنے کارکنوں کی بھرتی براہ راست نہیں کرتا بلکہ یہ کام بہت سی مسیحی تنظیموں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ وژن انٹر نیشنل اپنے کارکنوں کو ایک سال تک پورا وقت اس لسانی گروہ کی زبان و ثقافت سیکھنے پر صرف کرنے کے لیے تنخواہوں کی ادائیگی کرتا ہے جن کے درمیان اُنہیں کام کرنا ہوتا ہے۔ اس کے کارکنوں کی ایک جماعت تاشقند پہنچ چکی ہے جو وہاں کی زبان و ثقافت سیکھ رہی ہے۔ کارکنوں کے بچوں کے لیے پہلا مسیحی سکول قائم کر دیا گیا ہے جس کا نام "ایور گرین سکول" رکھا گیا ہے۔ دوشنبہ میں بھی کام کا آغاز کیا جا چکا ہے۔ اگلا قدم یوللان باتور میں کام شروع کرنا ہے بحیرہ ارال کے علاقے میں بھی وژن انٹر نیشنل تبشیری کاموں کا آغاز کرنے والا ہے۔ جہاں ڈی ڈی - ٹی اور دوسری زہریلی کیڑے مار دواؤں کے بے تحاشہ استعمال سے صحت عامہ پر مضر اثرات مرتب ہونا شروع ہو گئے ہیں اور پینے کا پانی آلودہ ہو گیا ہے۔ یہاں وژن انٹر نیشنل کے پروگرام میں صاف پانی کی فراہمی اور دوسرے ذریعوں سے مقامی لوگوں کی مدد کی صورت میں تبشیری کاموں کا اجراء شامل ہے۔

وژن انٹر نیشنل کے ڈائریکٹر ہار پر کہتے ہیں "اس وقت مواقع بہت زیادہ ہیں اور میں اپنے آپ کو ایک ایسے بچے کی طرح محسوس کرتا ہوں جسے مٹھائی کی دوکان کی چابی دے دی گئی ہے اور اسے اجازت ہے کہ وہ جو چاہے لے لے"[۲۲]۔

رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑی وسط ایشیائی ریاست قازقستان میں سب سے پہلا مغربی عیسائی مشنری مشن بپٹسٹ اور پینٹے کوسٹل اجتماعات کے نتیجے میں ۱۹۹۱ء میں تشکیل دیا گیا۔ "آگیپ" کے نام سے معروف اس اوکین بین الجماعتی اور کثیر فرقی مشن کی بنیاد قازقستان کے دارالحکومت الماآتا میں رکھی گئی۔ جلد ہی اس مشن نے جمہوریہ کے طول و عرض میں اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ خود "آگیپ" مشن کے پادریوں کے مطابق مشن کی سرگرمیوں سے مقامی حکام نے بالعموم اغماض برتا ہے[۲۳]۔

الماآتا سے موصول ہونے والی ایک غیر مطبوعہ دستاویز کے مطابق اس وقت قازقستان میں باقاعدہ رجسٹر شدہ مغربی عیسائی مشنری تنظیموں کی تعداد ۳۰ تک پہنچ چکی ہے۔ یہ تنظیمیں مسلسل عیسائی لٹریچر روسی اور قازق زبانوں میں نہ صرف شائع کروا رہی ہیں بلکہ اسے مفت تقسیم کر رہی ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہو گا کہ ۱۹۹۴ء میں عیسائی مشنری تنظیموں کی طرف سے مختلف لٹریچر کے ایک کروڑ

چوراسی لاکھ (۱۸٫۴ ملین) نسخے دُنیا کی ۲۴۳ (دو سو تریالیس) زبانوں میں ترجمہ کروا کر شائع کروائے گئے۔ ان میں سے ایشیا کے حصّہ میں پیسنٹھ لاکھ (۶٫۵ ملین) نسخے آئے۔ اور ایشیا کے حصّے کے اس لٹریچر کا اکثر حصّہ وسطی ایشیا ہی بھجوایا گیا۔ مذکورہ بالا غیر مطبوعہ دستاویز ہی کے مطابق عیسائی مشنری تنظیمیں الماآتا اور قازقستان کے دیگر شہری اور دیہی علاقوں میں بڑی تندہی سے کام کر رہی ہیں اور بعض حالات میں انہیں حیران کن حد تک کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ دستاویز کے مطابق الماآتا کی ایک ٹکسٹائل ملز میں کام کرنے والے دو سو سینتالیس (۲۴۷) قازق کارکنوں کو اجتماعی طور پر عیسائی بنا لیا گیا۔

جمہوریہ ازبکستان، امریکہ اور مغرب کے عیسائی مبلغین کا خصوصی نشانہ ہے یہاں امریکی اور مغربی مشنریوں نے پہلے سے موجود ازبک کلیساؤں سے اشتراک عمل کر لیا ہے۔ امریکی اور مغربی عیسائی مشنری مقامی عیسائی آبادی کو مسلمانوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ذریعہ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ گو امریکی دولت میں مقامی کلیساؤں کے لیے بڑی کشش ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ دولت اور بے انتہا مالی وسائل مقامی مسلمان آبادی کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کے لیے ایک بہت بڑے ذریعے کے طور پر استعمال کی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں عیسائی مبلغین ازبکستان میں آباد روسی اور کوریائی باشندوں کے ساتھ مؤثر اتحاد و اشتراک کے ذریعے مسلمان آبادی کو عیسائی بنانے کے اہداف پورے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مقامی آبادی میں بائبل کی مفت تقسیم اور دیہات میں فلموں کی نمائش ان مبلغین کا عام معمول ہے۔ (واضح رہے کہ ازبکستان کی مقامی آبادی کے لیے ازبک زبان میں بائبل کا پہلا ترجمہ ہوگیا ہے۔ Religion Report کے مطابق سٹاک ہوم، سویڈن، میں قائم "مرکز برائے اشاعت کتابِ مقدّس" نے ازبک زبان میں بائبل کا ترجمہ کیا، اسے چھپوایا اور پچاس ہزار نسخے دارالحکومت تاشقند بھیجے جہاں وہ فروخت بھی ہو رہے ہیں۔ اور مفت بھی تقسیم کیے جارہے ہیں"[۲۳]۔

ازبکستان کی موجودہ کمیونسٹ، لادین حکومت نے ۱۹۹۱ء میں مقامی لوگوں کے شدید احتجاج کے پیشِ نظر ایک فلم "جیسس" کی نمائش پر پابندی لگادی تھی۔ عیسائی مبلغین نے مسلمانوں کے اندر بائبل کی مفت تقسیم کی آزادانہ مہم شروع کر رکھی ہے جس پر "سنٹرل ایشیا سپریچول مسلم یونین" اور خود لادین حکومت کی وزارت داخلہ نے شدید احتجاج کیا ہے جس کی وجہ سے ان عیسائی مبلغین نے، جن میں بپٹسٹ، کرشیٹک اور سیونتھ ڈے ایڈوینٹسٹ شامل ہیں، شہروں میں بائبل اور دوسرے مشنری لٹریچر کی مفت تقسیم روک دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن دیہات میں اُنھوں نے اپنا کام بدستور جاری رکھا ہوا ہے۔ اور اُنہیں اُمید اور توقع ہے کہ مسلمان علماء ان علاقوں میں ان کی سرگرمیوں پر زیادہ توجہ نہیں دیں گے۔

ایک رپورٹ کے مطابق اِن غیر ملکی مبلغین اور ان کی پُرجوش مشنری سرگرمیوں کی بدولت

صرف ایک گاؤں میں ۵۰ افراد نے (صرف اٹھارہ ماہ کے عرصہ میں) عیسائیت قبول کرلی ہے۔ اسی رپورٹ کے مطابق ڈیڑھ سال کے عرصے میں ایک اور گاؤں میں ۱۰۰ افراد نے عیسائیت کو قبول کرلیا ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ گاؤں کے نام صیغۂ راز میں رہنے دیے گئے ہیں۔

صورت حال کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ازبکستان کی لادین (سیکولر) حکومت بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی اس زبردست مہم کو روکنے پر مجبور پا رہی ہے۔ مذہبی معاملات کی حکومتی کمیٹی کے چیئرمین نے وزارت داخلہ کو ایک دستاویز کے ذریعہ پچھلے سال (۱۹۹۴ء) یہ مشورہ دیا کہ وہ "کسٹم سروسز" میں زیادہ سخت گیر پالیسی اپنائے اور اگر ضروری ہو تو دستور میں ترمیم کرکے غیر ملکی مبلغین کی سرگرمیوں پر پابندی لگا دے۔ ازبکستان کے نائب مفتی (نام معلوم نہیں) نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ عیسائی مبلغین کی سرگرمیوں پر پابندی لگائے جن کے بارے میں ان کا بیان یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو کر ان سے دوستیاں گانٹھ کر اور ان پر دولت کے خزانوں کے دروازے کھول کر انہیں تیزی سے عیسائی بنا رہے ہیں[25]۔

حال ہی میں ازبکستان میں تقریباً ایک ماہ قیام کے بعد وطن واپس لوٹنے والے ایک پاکستانی کے مطابق ازبکستان میں ہر مسلمان کے گھر بائبل کا نسخہ پہنچ چکا ہے۔ ان کے مطابق جب انہوں نے ایک ازبک مسلمان خاتون خانہ سے اس کے گھر کے ڈرائنگ روم میں موجود بائبل کے نسخہ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ "ہمارا مقصد خدا اور نیکی کی تلاش ہے خواہ اس کا ذریعہ بائبل ہی کیوں نہ ہو"۔ واضح رہے کہ مذکورہ پاکستانی نے سوویت عہد میں سوویت یونین میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی تھی۔

حواشی

۱۔ ماہنامہ عالم اسلام اور عیسائیت، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد شمارہ نومبر ۱۹۹۱ء ص ۴

۲۔ ایضاً شمارہ جنوری ۹۲ء ص ۱۷-۱۸ بحوالہ "دی کیتھولک نیوز"

۳۔ ایضاً شمارہ اپریل ۹۵ء ص ۲۶

۴۔ ایضاً شمارہ ستمبر ۹۱ء ص ۳

۵۔ ایضاً شمارہ اپریل ۹۱ء ص ۴ بحوالہ "اکومینیکل پریس سروس"

۶۔ ماہنامہ "فوکس"، اسلامک فاؤنڈیشن، لیسٹر، برطانیہ، شمارہ اپریل ۸۹ء ص ۴

۷۔ ایضاً شمارہ نومبر ۹۱ء ص ۴

۸۔ ماہنامہ عالمِ اسلام اور عیسائیت شمارہ مارچ ۹۱ء ص ۳ بحوالہ "ایونجلزم ٹوڈے"
۹۔ ماہنامہ فوکس شمارہ اکتوبر ۸۸ء ص ۴-۵
۱۰۔ عالم اسلام اور عیسائیت شمارہ اپریل ۹۲ء ص ۱۳-۱۴
۱۱۔ ایضاً شمارہ ستمبر ۹۱ء ص ۱۱-۱۲
۱۲۔ ایضاً شمارہ جولائی ۹۲ ص ۱۷
۱۳۔ ماہنامہ فوکس شمارہ فروری ۸۷ء ص ۳
۱۴۔ ماہنامہ عالمِ اسلام اور عیسائیت شمارہ اگست ۹۱ء ص ۴
۱۵۔ ایضاً
۱۶۔ ماہنامہ فوکس، شمارہ جون ۸۷ء ص ۳
۱۷۔ ایضاً شمارہ مئی ۸۸ء ص ۹
۱۸۔ ایضاً شمارہ جنوری ۸۹ء ص ۸-۹
۱۹۔ ماہنامہ عالمِ اسلام اور عیسائیت شمارہ جون ۹۱ء ص ۷ بحوالہ "کرسچین ہیرالڈ"
۲۰۔ دوماہی وسطی ایشیا کے مسلمان، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، شمارہ جنوری - فروری ۹۳ء
۲۱ ماہنامہ عالمِ اسلام اور عیسائیت، شمارہ اگست ۹۳، ص ۲۱
۲۲۔ وسطی ایشیا کے مسلمان شمارہ ستمبر - اکتوبر ۹۳ء ص ۱۶-۱۷
۲۳۔ ماہنامہ عالمِ اسلام اور عیسائیت شمارہ اپریل ۹۱ء ص ۳ بحوالہ "چیلنج ویکلی"
۲۴۔ ایضاً شمارہ فروری ۹۴ء ص ۱۹
۲۵۔ کرسچین مسلم ریلیشنز، اسلامک فاؤنڈیشن، لیسٹر، برطانیہ شمارہ نمبر ۵ (۱۹۹۴ء)